Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 41, Sr.No.119, 2020 pp 55 - 68

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد۴۱، اپریل۔جون۲۰۲۰ء، شمارہ۱۱۹

سرائیکی منثور ڈرامے کا آغاز اور ارتقائی سفر

☆ایاز احمد رند☆ ☆ڈاکٹر سید صفدر حسین

Abstract:

Drama is considered one of the important tools of social expression since ages. Drama in Saraiki has great impacts. Saraiki Darama also played a significant role in elaborating the socio-political and economic life with all cultural aspects of society. It has been high lighting different angles of Saraiki culture since its beginning. In Saraiki region it started with the arrival of Arians and extended in every local and regional language. Darama was used to propagate and dispassionate for the religious perspective initially. With the passage of time Saraiki intellectual played a vital role in the climax of Saraiki Darama in written and oral form. This paper highlights the different Saraiki Darama with their influences on the society.

Keywords: Saraiki , Drama, Greece, Culture,Literature, people.

جس طرح ادب کی باقی اصناف انسان کی حیاتی کے تقریباً تمام پہلو یعنی سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی تہذیبی پہلو کی عکاسی کرتی ہیں اسی طرح ڈرامہ بھی انسان کے مختلف سماجی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ باقی نثری اصناف جیسا کہ افسانہ ناول اور داستان کا پڑھنے سے تعلق ہوتا ہے مگر ادب کی یہ صنف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے جیسے کہ اردو انسائیکلو پیڈیا میں ہے:

”ڈرامہ ایک کہانی ہے جو اداکاروں کے ذریعے دیکھنے والوں کے سامنے سٹیج پر پیش کی جاتی ہے۔“(۱)

☆ پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
☆☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ سرائیکی، دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ہمارے ہاں ڈرامے کی صنف نئی نہیں ہے۔ اس کی ابتدا تو بہت پرانی ہے۔ اس کے نقش تو آریاؤں کے وادی سندھ میں آمد کے دور سے دکھائی دیتے ہیں جس کے حوالے ہمیں مرزا ابن حنیف کی کتاب سات دریاؤں کی سر زمین اور علامہ عتیق فکری کی کتاب نقش ملتان میں بھی ملتے ہیں۔

اس صنف کا باقائدہ آغاز قدیم یونان سے ہوتا ہے جہاں سے لاطینی زبان میں اور پھر برصغیر پاک و ہند یہ علاقائی زبانوں کی زینت بنی۔

لفظ ڈرامہ یونانی الاصل لفظ ہے جس کا مطلب ہے کر کے دکھانا جیسے کہ سرائیکی دانشور رحیم طلب لکھتے ہیں:

''لفظ ڈرامہ اصل اعتبار نال یونانی ہے جیندا مطلب ہے کر کے ڈِیکھاونڑ۔'' (۲)

اور اسی طرح لفظ ڈرامہ اور ڈرامے کے بارے میں ڈاکٹر خالد اقبال کا بھی یہی کہنا ہے:

''لفظ ڈرامہ یونانی الاصل ہے اتے یونانی زبان وِچ ڈرامے دا مطلب ہے کر کے ڈِکھاونڑ یعنی اہل یونان دے نزدیک ڈرامے دی سب توں وڈی اتے منڈھلی خوبی اے ہے جو لکھیا ونجے اتے کر کے ڈِکھایا ونجے۔'' (۳)

ڈرامے کے بارے میں دانشور اسلم رسول پوری لکھتے ہیں:

''ڈرامے دے بارے وِچ عام طور تے اے خیال ہے جو ایہہ ہک یونانی لفظ کنوں نکھتے جیندا مطلب ہے کر کے ڈِکھائی ہوئی چیز اتے کُجھ لوک اِیں لفظ دے معنی جیویں کہ (میں کریندا ں) وی کریندن۔ اے وی خیال ہے جو ڈرامے دا مُنڈھ ہک یونانی بولی ڈِروک، کنوں آئے جیندی اصل ڈرین ہے۔'' (۴)

اور اسی طرح اسلم رسولپوری سرائیکی دھرتی میں ڈرامے کی ابتدائی صورت کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب یونان میں ڈرامہ اپنے عروج پر تھا اس وقت ہندوستان میں بھی ڈرامہ لکھا جا رہا تھا اور کیا بھی جا رہا تھا جیسے کہ وہ لکھتے ہیں:

''جیڑھے دور وِچ یونان وِچ ڈرامہ آپنے عروج تے ہا اتے اِتھاں وڈے ڈرامہ نویس جمدے پئے ہن۔ ہندوستان وِچ وی ڈرامائی کھیل لکھیندے تے کھیڈیندے پئے ہن۔ سنسکرت دے دور وِچ کئی وڈے ڈرامہ نویس پیدا تھئے جنہیں وِچوں کالی داس بہوں مشہور ہے۔ اِیں کئی معروف ڈرامے (ناٹک) لکھیے جنہاں وِچ وکرم اروسی اتے شکنتلا بہوں مشہور ہن۔'' (۵)

ہندوستان میں ڈرامے کی ابتدا کے بارے میں انعام الحق جاوید لکھتے ہیں:

''ہندوستان وِچ ڈرامے دی ابتدا کالی داس دے شکنتلا کنوں تھیندی ہے جیڑھا ویداں دے زمانے سنسکرت وچ لکھیا گیا ہا۔''(۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ڈرامے کی صنف ہر دور میں کسی نا کسی شکل میں موجود رہی ہے۔ اسے اُس دور میں ناٹک کہا جاتا تھا۔ برصغیر میں اس کا سب سے بڑا مقصد مذہب کا پرچار ہوتا تھا۔

''عہد قدیم توں سرائیکی وِچ ڈرامہ لکھیا ضرور ویندا رہیے تے سٹیج وی تھیندا رہیے ہندواں دے مذہبی تہوار تے ہک مہینے تئیں ناٹک سبھا پیش کیتا ویندا ہا جیندے وِچ رام لیلا، رام کہانی، رام لچھمن جہیں ڈرامے ہوندے ہن۔''(۷)

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے بھی یہاں ڈرامہ ناٹک کی صورت میں موجود تھا اور ٹولیوں کی شکل میں لوگ مختلف علاقوں میں جا کر ڈرامہ پیش کرتے تھے اور اس کے ذریعے اپنی روزی روٹی کماتے تھے۔ اکثر اوقات یہ ٹولیاں میلوں ٹھیلوں شادیوں یا پھر فصل کی کٹائی کے موقع پر لوگوں کو ناٹک دکھا کر انہیں محظوظ کرتی تھیں اور روزی روٹی کماتی تھیں جیسے کہ سرائیکی محقق دلشاد کلانچوی لکھتے ہیں:

''انہاں دا مقصد فن برائے فن نا ہا بلکہ فن برائے روزی ہا۔'' (۸)

ان ناٹک کرنے والوں کو نٹ اور بھنڈ کہا جاتا تھا جن کا کام لوگوں کو ہنسا کے روزی کمانا ہوتا تھا۔ ان کے بارے میں ڈاکٹر مہر عبدالحق کا کہنا ہے:

''سرائیکی ڈرامے دی ڈوجھی شکل اُونٹ اَتے بھنڈ ہن جیڑھے شادی ویاہ اتے فصلیں دے موقع وستی وستی پھرا ہیں چھوٹے موٹے ڈرامے کرتے لوکیں کوں کھلویندے ہن تے ایں طرحاویں روزی کماندے ہن۔''(۹)

یہ نٹ یا بھنڈ نا صرف بستی بستی لوگوں کو ناٹک دکھاتے تھے بلکہ اُس دور میں باقائدہ طور پر ناٹک کمپنیاں بھی موجود تھی اور ان کمپنیوں نے مختلف بڑے شہروں میں کلب بھی بنائے ہوئے تھے جیسا کہ ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز لکھتے ہیں:

''پاکستان بنݨ کنوں پہلے صرف ملتان وِچ ای تیرہاں سرائیکی ڈرامے سٹیج کرݨ والے کلب موجود ہن جنہاں وِچ "خدا دوست، سخی بادشاہ، پورن بھگت وغیرہ سٹیج کیتے ویندے ہن۔،،(۱۰)

پھر وقت کے ساتھ ساتھ ڈراموں کے موضوعات میں بھی تبدیلی آتی گئی۔ مذہب کے ساتھ عشقیہ موضوعات بھی ڈرامے کا حصہ بنتے گئے اور پھر ڈراموں میں سماجی موضوعات نے جگہ لے لی اور زیادہ تر یہ ناٹک سماج پر ہونے لگے۔ ایک دوسرے پر ہنسی مذاق اور پھر سماجی اور ثقافتی رنگوں کو بھی ان ڈراموں میں

شامل کیا جانے لگا۔اس بارے میں قاسم جلال کا کہنا ہے:

''اردو ڈرامے توں متاثر تھی تے علاقائی زباناں وِچ اے ڈرامے لکھیے پئے گئے۔سرائیکی ڈرامہ نگاراں فنی تقاضیاں کوں وی پورا کیتا تے علاقائی رسماں ریتاں تے رواجاں کوں وی لکھتاں دا موضوع بنایا۔''(۱۱)

سرائیکی ڈرامہ اردو ڈرامے سے متاثر ہو کر وجود میں آیا مگر اس دور میں اس کی گرفت اردو ڈرامے سے زیادہ رہی کیونکہ سرائیکی ڈراموں کے موضوعات اردو ڈراموں کے موضوعات سے زیادہ سنجیدہ ہوتے تھے شاید یہی وجہ تھی کی سرائیکی ڈرامے کی گرفت بانسبت اردو ڈرامے کے زیادہ ہوتی تھی اس بات پر ڈاکٹر نواز کاوش کا خیال بھی یہی ہے:

''سرائیکی ڈرامے دا انداز وی کُجھ اِیں طرح ہئی۔اردو ڈرامہ پھکڑ پن تے سطحی ہوندا ہا جڈاں کہ سرائیکی ڈرامہ سنجیدہ موضوعات رکھیندا ہا کیونجو سرائیکی ڈرامہ یا ناٹک شادی بیاہ دے موقع تے عورتاں تے بالاں دی موجودگی وِچ جاری رہندا ہا۔لہذا انہاں ڈرامیاں دے واقعات کردار تے زبان دی خوبصورتی تے بہوں زور ڈِتا ویندا ہا جا تے انہاں وِچ ڈِوہڑے وی موجود ہوندے ہن۔،،(۱۲)

اس دور میں دوہے گانے ناٹک کا بنیادی عنصر سمجھے جاتے تھے۔

سرائیکی زبان کے پہلے ڈرامے اور ڈرامہ نگار کے بارے میں بھی سرائیکی کے باقی نثری اصناف ناول اور افسانے کی طرح مختلف آراء ہیں جیسے کہ ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز سرائیکی زبان کا پہلا ڈرامہ نگار منشی غلام حسن گامن شہید کو مانتے ہیں اور اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مطبوعہ سرائیکی ڈرامے کی ابتدائی تاریخ دیکھیں تو پہلے بڑے ڈرامہ نگار منشی غلام حسن گامن شہید ملتانی

''(۱۷۹۱۔۱۸۶۸ء) دکھائی دیتے ہیں۔ان کا ڈرامہ سخی بادشاہ جو نظم میں ہے اور دوسرا ڈرامہ قمر وزماں و شہزادی حسینہ جو نظم و نثر میں ہے یہ چوبیس چوبیس صفحے کے چھپے ہوئے موجود ہیں دوسرے نمبر پر غلام سکندر غلام لشاری بلوچ (۱۸۱۸۔۱۹۰۸ء) ہیں ان کا پہلا ناٹک جو کتابی شکل میں شائع ہوا''یوسف زلیخا غلام والا'' تھا۔اس کی ۲۷ سطروں میں ۵۵ سطریں نثر میں اور باقی نظم میں ہیں۔''(۱۳)

اور پھر اسی طرح سرائیکی کے دانشور دلشاد کلانچوی سرائیکی زبان کا پہلا ڈرامہ نگار غلام سکندر غلام کو تسلیم کرتے ہیں۔جس کے بارے میں وہ اپنی کتاب سرائیکی زبان تے ادب میں لکھتے ہیں:

''سرائیکی ڈرامہ نگاراں وِچوں قدیم رنگ دا تے قدیم ترین ڈرامہ غلام سکندر غلام دا ڈرامہ یوسف زلیخا ہے جیڑھا جو اورنگزیب عالمگیر بادشاہ دے زمانے ۱۶۱۹۔۱۷۰۰ء وِچ ہئی۔ اِیندے وِچ اشعار دی بھرمار ہے اِیندا اندازہ اِیں طرح سمجھو جو ڈو حصے شعر ہِن تے ہِک حصہ نثر دا ہے جتھاں نثر ہے تاں محض قصے بیان کرݨ کیتے۔'' (۱۴)

زمانی ترتیب کے ساتھ اگر دیکھا جائے تو سرائیکی ڈرامے کے حوالے سے پہلا نام غلام سکندر غلام کا آتا ہے ان کا زمانہ اورنگزیب عالمگیر کے دور کا ہے جو کہ منشی غلام حسن گانمن ملتانی کے زمانے سے اسی نوے سال پہلے کا زمانہ تھا اور اگر معیاری حوالے سے دیکھا جائے تو ان دونوں قدیم ڈرامہ نگاروں کے ڈرامے نثری سطح، نسبت نظمیہ سطح پر زیادہ محیط تھے۔ ہاں البتہ غلام حسن گانمن شہید کے ڈراموں میں بہ نسبت غلام سکندر غلام کے ڈراموں کی نثری کیفیت زیادہ ہے جو کہ ڈرامے کے فن کو بہتر بناتی ہے۔

سرائیکی زبان کا پہلا ڈرامہ نگار کون ہے یہ بحث تو شاید ابھی زیرِ تحقیق رہے ہاں البتہ جس نے ڈرامے کو ادبی اور معیاری رنگ میں پیش کیا اور نظم سے آزاد کرا کر نثر کی راہ پر گامزن کیا ان میں پہلا نام غلام رسول حسرت ملتانی کا آتا ہے۔ اس بارے میں ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز لکھتے ہیں:

''میڈے خیال دے مطابق غلام رسول حسرت ملتانی پہلے باقاعدہ ڈرامہ نگار ہِن جنھاں ڈرامے دی ضرورتاں دا خیال رکھیے تے ڈرامے کوں معراج تک پچایا۔ انہاں بھوں ڈرامے لکھیے چند مشہور ڈرامے اے ہِن۔ سخی رنگیلا، شان بسم اللہ، فتح السلام، ظالم حسینہ، عالم آرا، عرب دا مسافر، قیدی حور، سسی پُنوں ہِن۔،، (۱۵)

غلام رسول حسرت ملتانی کے بارے میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کی بھی یہی رائے ہے اور ان کی سرائیکی کے پہلے ڈرامہ نگار کے بارے میں مختلف رائے ہے وہ سرائیکی کا پہلا ڈرامہ نگار غلام حسن حیدرانی کو تسلیم کرتے ہیں۔

''حسرت ملتانی اُو ڈرامہ نگار ہِن جنہیں لوک کہانیں کوں ڈرامیں دا روپ ݙتا۔ میڈی تحقیق دے مطابق غلام حسن حیدرانی اُو پہلے ڈرامہ نگار ہِن جنہیں سرائیکی ڈرامے کوں ادبی حیثیت ݙتی تے انہاں دا ڈرامہ چوڑا وسدیاں جھوکاں مرتبہ خان رضوانی وِچ شائع تھیا۔،، (۱۶)

اس قدیم دور میں ڈرامے کے حوالے سے پانچ بڑے نام ایسے ہیں جنہوں نے سرائیکی ڈرامے کے فن میں بہت سی تبدیلیاں کیں اور ڈرامے کے فن کو آگے بڑھایا ان میں پہلا نام اللہ یار پرجوش کا آتا ہے۔ جس نے دُلا بھٹی نوراں شہزادی کے نام سے نظمیہ شکل میں ۲۴ صفحات کا ڈرامہ لکھا۔ دوسرے نمبر پر عبدالرشید کا

نام آتا ہے جس نے سخی لوہار، حاتم اور اسلامی ڈاکو عرف شیر دل مجاہد کے نام سے ڈرامے لکھے اور یہ تینوں ڈرامے منظوم شکل میں ہیں۔ تیسرے نمبر پر مولوی قادر بخش گلزار کا نام آتا ہے جس نے دو منظوم ڈرامے سخی بادشاہ اور پورن بھگت اور ڈرامہ شیریں فرہاد نظم اور نثر دونوں میں لکھا۔ چوتھا نام مُنشی نور محمد گدائی کا آتا ہے۔ ان کا مشہور منظوم ڈرامہ لیلیٰ مجنوں ہے اور پانچویں نمبر پر غلام رسول حسرت ملتانی ہیں جنھوں نے اپنے ڈراموں میں نظم کے ساتھ ساتھ نثر کو رواج دیا اور پھر اس کے بعد باقاعدہ طور پر جدید ڈرامے کا دور شروع ہوتا دکھائی دیتا ہے جس میں ڈرامے کو شاعری کے حصار سے نکال کر نثری لباس کے ساتھ اس صنف کو آگے بڑھایا گیا۔

سرائیکی رسالوں اور میگزینوں میں چھپے ہوئے ڈراموں کا ذکر کیا جائے تو بہت سے ڈرامے اور ڈرامہ نگار سامنے آتے ہیں جنھوں نے اس صنف کو آگے بڑھانے میں ہمہ تن کوشش کی۔

اگر ان ڈراموں کی زمانی ترتیب دیکھی جائے تو سب سے پہلے نذیر علی شاہ کا ڈرامہ ''چوئیں سُور'' جو کہ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں سہ ماہی سرائیکی بہاولپور سے چھپا۔ اس کے بعد ''ساوا گھر'' کے نام سے انوار احمد کا ڈرامہ سہ ماہی سرائیکی بہاولپور سے جنوری ۱۹۶۹ء میں چھپا اگلا ڈرامہ اسلم عزیز درانی کا ''سونے دے ہتھ'' جنوری ۱۹۶۹ء کو سہ ماہی بہاولپور سے چھپا۔ اس کے بعد ستمبر ۱۹۷۱ء میں وسدیاں جھوکاں ملتان سے غلام حسن حیدرانی کا ڈرامہ ''چوڑا'' شائع ہوا۔ اگلا ڈرامہ نومبر ۱۹۷۱ء میں تحسین سبائے والوی کا ڈرامہ ''قرضہ'' کے نام سے سرائیکی ادب ملتان میں چھپ کر قارئین تک پہنچا۔ فروری ۱۹۷۲ء میں سرائیکی ادب ملتان سے غلام حسن حیدرانی کا ڈرامہ ''گواہی'' چھپ کر سامنے آیا۔ مارچ ۱۹۷۲ء میں اے آر ندیم کا ڈرامہ ''مانگواں پُتر'' چھپ کے سامنے آیا جسے ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان نے چھاپا۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں ڈرامہ ''پرائے لوک'' سہ ماہی سرائیکی بہاولپور سے چھپا جس کے لکھاری کا نام حسن رضا گردیزی ہے۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں سرائیکی ادب ملتان سے ظہور نظر کا ڈرامہ ''جنگل اساں دا روگ'' چھپا۔ اسلم عزیز درانی کا ڈرامہ ''تار'' سرائیکی ادب ملتان سے جولائی ۱۹۷۲ء میں چھپ کے سامنے آیا۔ جولائی ۱۹۷۲ء میں انوار احمد کا ڈرامہ ''جھات پوندی'' ہے شائع ہوا جسے سرائیکی ادب ملتان نے شائع کیا اور اکتوبر ۱۹۷۲ء کو حسن رضا گردیزی کا ڈرامہ ''چار درویش'' سرائیکی ادب ملتان نے شائع کیا۔ اگست ۱۹۷۴ء میں اکرم شاد کا ڈرامہ ''صلاح الدین ایوبی'' سرائیکی ادب ملتان سے چھپا۔ اگست ۱۹۷۵ء میں سرائیکی ادب ملتان سے مسرت کلانچوی کا ڈرامہ ''پکیاں دی نوکرانی'' چھپ کے سامنے آیا اور پھر ۱۹۷۵ء کو ''چاکر اعظم'' کے نام سے سرائیکی ادب ملتان سے نور احمد فریدی کا ڈرامہ شائع ہوا۔ جنوری

۱۹۷۶ء میں سہ ماہی سرائیکی بہاولپور سے مسرت کلانچوی کا ڈرامہ ''وٹہ سٹہ'' چھاپا گیا۔ اپریل ۱۹۷۶ء میں بتول رحمانی کا ڈرامہ ''وٹہ سٹہ'' کے نام سے سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ مئی ۱۹۷۶ء کو شبانہ کریم کا ڈرامہ ''کھڈاونے'' سرائیکی ادب ملتان سے چھپ کر سامنے آیا۔ جون ۱۹۷۶ء میں سرائیکی ادب ملتان سے مسرت کلانچوی کا بے جوڑ شادی کے نام سے ڈرامہ شائع کیا۔ اگست ۱۹۷۶ء کو سرائیکی میگزین ملتان نے قاسم سیال کا ''چاچا الف خالی'' کے نام سے ڈرامہ چھپا۔ ستمبر ۱۹۷۶ء وِچ شبیر انصاری کا ڈرامہ ''پنجیری'' کو سرائیکی ادب ملتان نے چھاپا۔ دسمبر ۱۹۷۶ء میں سرائیکی ادب ملتان کی طرف سے اطہر قریشی کا ڈرامہ معصوماں دے لیکھے چھاپا گیا۔ جون ۱۹۷۷ء میں اختر جعفری کا ڈرامہ جھوکاں تھیاں آباد ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ جولائی ۱۹۷۷ء کو سرائیکی ادب ملتان سے اکرم شاد کا ڈرامہ ''فیصلے'' چھپ کے سامنے آیا۔ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ڈرامہ ''کھوتے دی پٹائی'' کے نام کیساتھ سرائیکی ادب ملتان سے مصدق اقبال مصدق نے لکھا۔ نومبر ۱۹۷۷ء میں حفیظ خاں کا ڈرامہ ''ٹنگل پیپہ'' کے عنوان سے ادب ملتان نے چھاپا۔ اپریل ۱۹۷۸ء کو مسرت کلانچوی کا ڈرامہ ''گانہیاں'' سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ نومبر ۱۹۷۸ء کو سرائیکی ادب ملتان سے راز جتوئی کا ڈرامہ ''بھلیکا'' شائع ہوا۔ نومبر ۱۹۷۸ء میں ظہور نظر کا ڈرامہ ''بال ہٹ'' پبلش ہوا جسے سرائیکی ادب ملتان نے چھاپا۔ نومبر ۱۹۷۸ء میں ''پتھریلے پھُل'' کے نام سے اختر جعفری کا ڈرامہ سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ جنوری ۱۹۷۹ء میں جام اقبال جھلن کا ڈرامہ ''زمیندار'' چھپا جسے سہ ماہی سرائیکی بہاولپور نے چھاپا۔ مارچ ۱۹۷۹ء کو حفیظ خاں کا ڈرامہ ''رُٹھڑے پندھ'' سرائیکی ادب ملتان نے چھاپا۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو رسالہ اختر نے اسماعیل احمدانی کا ڈرامہ ''ہاں دی بھاء'' شائع کیا۔ اور نومبر ۱۹۷۹ء میں سرائیکی میگزین ملتان نے سجاد حیدر پرویز کا ڈرامہ ''شریف تربیت'' شائع کیا۔ مارچ ۱۹۸۰ء میں رسالہ ''وسیب'' احمد پور شرقیہ سے مسرت کلانچوی کا ڈرامہ ''سچے سانگے'' شائع ہوا۔ نومبر ۱۹۸۰ء میں فقیر نور جعفری کا ڈرامہ ''بہادر شہزادہ'' سرائیکی ادب میگزین ملتان سے چھپا۔ دسمبر ۱۹۸۰ء میں صبیحہ قریشی کا ڈرامہ ''گھر میڈا گھر'' چھپ کر سامنے آیا جسے سرائیکی میگزین ملتان نے شائع کیا۔ جنوری ۱۹۸۲ء کو سرائیکی ادب ملتان سے مسرت کلانچوی کا ڈرامہ ''سُکھ سہاگ'' شائع ہوا۔ مارچ ۱۹۸۲ء کو اسلم رسولپوری کا ڈرامہ ''کوڑے خواب'' ماہنامہ سرائیکی ادب ملتان نے شایعکیا۔ مارچ ۱۹۸۲ء کو رفیق خاور جسکانی کا ڈرامہ ''گزرے موسماں دا قرض'' سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا اور مارچ ۱۹۸۲ء کو پھر رفیق خاور جسکانی کا ڈرامہ ''کون دلاں دیاں جانے'' سرائیکی ادب ملتان سے چھپا۔ جون ۱۹۸۲ء کو سرائیکی ادب ملتان سے فخر بلوچ کا ڈرامہ

''کچے دھاگے گنگے واجے'' شایع ہوا۔ جون ۱۹۸۲ء میں عامر فہیم کا ڈرامہ ''کُجھ میڈے خواب'' سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ جون ۱۹۸۲ء کو رسالہ سرائیکی ادب ملتان صدیق طاہر کا ڈرامہ ''کاٹکو'' چھپا۔ جون ۱۹۸۲ء میں سرائیکی ادب ملتان سے عامر فہیم کا ڈرامہ ''کلہی شام دا سانجھا درد'' چھپ کے سامنے آیا۔ جون ۱۹۸۲ء کو مہر کا چیلوی کا ڈرامہ قیدی دا پرنا سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ جنوری ۱۹۸۴ء میں منیر ملک ملتانی کا لکھا ہوا ڈرامہ ''ڈاج'' رسالہ سرائیکی ادب ملتان سے چھپا۔ فروری ۱۹۸۴ء کو بتول رحمانی کا لکھا ہوا ڈرامہ ''سُکھ دا ساہ'' سرائیکی ادب ملتان سے چھپ کر سامنے آیا۔ مارچ ۱۹۸۴ء کو سہ ماہی سرائیکی ادب ملتان سے بتول رحمانی کا ڈرامہ ''سُکھ دے ساہ'' شائع ہوا۔ مارچ ۱۹۸۴ء میں دلشاد کلانچوی کا ڈرامہ ''نرس'' کو سرائیکی ادب ملتان نے شائعکیا۔ ستمبر ۱۹۸۵ء کو عرفان جمیل کا ڈرامہ ''عید دیاں خوشیاں'' رسالہ سرائیکی ادب ملتان نے چھاپ کر قارئین تک پہنچایا۔ جون ۱۹۸۷ء میں رسالہ سرائیکی ادب ملتان نے اکرم شاہ کا ڈرامہ ''دینو چاچا'' شائع کیا۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو نور احمد فریدی کا ڈرامہ ''رند لاشار دی جنگ'' سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں رسالہ سرائیکی ادب ملتان نے رحیم طلب کا ڈرامہ ''ڈاج'' شائع ہوا۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں ظہور نظر کا ڈرامہ ''انگل مہندے'' چھپا جسے سرائیکی ادب ملتان نے شائع کیا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ڈرامہ ''برہوں دے پندھ'' رسالہ سرائیکی ادب ملتان سے چھپا جس کے خالق کا نام ظہور نذر تھا۔ دسمبر ۱۹۸۸ء میں رحیم طلب کا ڈرامہ ''اوترک'' چھپا جسے سرائیکی ادب ملتان نے چھاپا۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں فیض احمد جن پوری کا ڈرامہ ''اندر دی روہی'' کو سرائیکی ادب ملتان نے شائع کیا۔ اپریل ۱۹۸۹ء کو سرائیکی ادب ملتان کی طرف سے نور احمد فریدی کا ڈرامہ ''اکبر اعظم دی موت'' چھپ کے سامنے آیا۔ اگست ۱۹۸۹ء میں اختر جعفری کا ڈرامہ ''اک دی چھاں'' سرائیکی ادب ملتان نے پبلش کیا۔ اگست ۱۹۸۹ء کو ''ارماناں دی جھوک'' کے عنوان سے عامر فہیم کا ڈرامہ سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ اگست ۱۹۸۹ء میں ڈاکٹر سلیم ملک کا ڈرامہ ''آپنُوں رَل یار'' رسالہ سرائیکی ادب ملتان سے چھپ کر سامنے آیا۔ ستمبر ۱۹۹۴ء میں سجاد حیدر پرویز کا ڈرامہ ''منشیات کا زہر'' سرائیکی ادب ملتان سے شائع ہوا۔ یہ وہ سرائیکی ڈرامے ہیں جو مختلف رسالوں اور میگزینوں میں چھپتے رہے ۔

سرائیکی ڈرامے کو کتابی صورت میں محفوظ کرنے کی روایت کے بارے میں بات کی جائے تو سب سے پہلے قاسم جلال کی لکھی ہوئی کتاب ہنجوں دے ہیرے سامنے آتی ہے جس میں افسانے اور ڈرامے شامل ہیں اور کُچھ مضامین بھی شامل ہیں یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں مجلس سرائیکی مصنّفین پاکستان مظفر گڑھ سے

چھپ کر قارئین تک پہنچی اس مجموعے میں موجود ڈرامے کا موضوع سماج میں موجود نشے جیسی لعنت کو اُجاگر کرنا تھا۔

سرائیکی ڈراموں کا اگلا مجموعہ انار کلی تے اقتدار دی حوس کے نام سے شائع ہوا۔اس میں دو ڈرامے شامل ہیں۔ڈرامہ انارکلی محض رواجی ادبی کہانیوں سے لیا گیا ہے اور دوسرا ڈرامہ اقتدار دی حوس دراصل ولیم شیکسپیئر کے مشہور ڈرامے میکبتھ کا خلاصہ اور ترجمہ ہے اِس ڈرامے کا دلشاد کلانچوی نے ۱۹۷۸ء میں ترجمہ کیا اور سرائیکی لائبریری بہاولپور نے اسے شائع کیا۔

اس کے بعد ڈرامہ لجپال کا مجموعہ سامنے آیا جسے بریگیڈیئر نذیر علی شاہ نے لکھا یہ ڈرامہ ۱۹۸۰ء میں سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور کی طرف سے شائع ہوا۔ یہ ۱۶اصفحات پر محیط ڈرامہ ہے جسکا موضوع معاشرے کی اصلاح کے علاوہ تحریک پاکستان کو ہر دل میں زندہ رکھنے کی کوشش کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

سرائیکی میں کتابی شکل میں چھپنے والا اگلا ڈرامہ کوڑا خواب ہے جسے فدائے اطہر نے سرائیکی میں ترجمہ کیا اور اسے سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور سے شائع کرایا۔

اس کے بعد سرائیکی ڈرامے کا اگلا مجموعہ سیجھ ڈکھاں دی سیجھ پُھلاں دی کے نام سے ۱۹۸۱ء میں سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور سے شائع ہوا جسے دلشاد کلانچوی نے آغا حشر کشمیری کے مشہور ڈرامے خوبصورت بلا کا سرائیکی میں ترجمہ کر کے پیش کیا۔ اور پھر ترجمے کی صورت میں ایک ڈرامہ جس کا عنوان رستم تے سہراب ہے اور اس کے مترجم کا نام اسلم قریشی ہے جسے آغا حشر کشمیری کے ڈرامے رستم اور سہراب کو ۱۹۸۱ء میں ترجمہ کیا اور اسے سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور نے شائع کیا۔

کتابی صورت میں ملنے والا سرائیکی کا اگلا ڈرامہ قیدی دا پرناہے جسے مہر کاچیلوی نے لکھا اور اپنے افسانوی مجموعے سدھر میں شامل کیا اور اسے سرائیکی ادبی تحریک ملتان نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

اس کے بعد دلشاد کلانچوی کا مجموعہ رات دی کندھ سامنے آتا ہے دراصل یہ مجموعہ سرائیکی افسانوں کا مجموعہ ہے مگر اس میں دو ڈرامے بھی شامل ہیں ان میں ایک ڈرامہ ''نرس'' کے نام سے اور دوسرا ڈرامہ جنسی تبدیلی کے نام سے شامل ہے۔ان ڈراموں میں سماجی بے حسی کو دکھایا گیا۔دلشاد کلانچوی کے اس مجموعے کو اکادمی سرائیکی ادب بہاولپور نے ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔

اس کے بعد حفیظ خاں کا ڈرامائی مجموعہ کچ دیاں ماڑیاں جو کہ ۲۵۶صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں چھ ڈرامے شامل ہیں جن کی ترتیب کُچھ یوں ہے: ''ڈو ڈونڑیں ہک''، ''پچھانویں''، ''کچ دیاں ماڑیاں''، ''ریشم دی کلھی تند''، ''بھر دی کندھ'' اور ''پیلے پتراں دی بہار'' کے عنوان سے ڈرامے شامل ہیں۔ان

کے ڈراموں کے کرداروں کے بارے میں فرحت نواز لکھتی ہیں:

''انہاں دے ڈرامیاں دے کردار مُکدی ہوئی ویہویں صدی دے کردار ہن جنہاں وِچ وقت کوں تکھے تکھے ورتن لخطے وِچ ہر خواب دی تعبیر ڈیکھن سوچ دی اکھ نوٹ کے غرض دی بیڑی تے چڑھن اتے چہرے تے ماسک لا کے حیاتی دی ریس جیتن دی ہوس موجود ہے۔''(۱۷)

سرائیکی ڈراموں کا اگلا مجموعہ سنجھ صباحیں کے نام سے ہے جسے مسرت کلانچوی نے تحریر کیا ہے جس میں بارہ ڈرامے شامل ہیں۔جن میں ''ڈکھڑے پندھ''، ''ہک منٹ''، ''رستہ''، ''نکی جہیں گال''، ''واجھلوڑہ''، ''سنجھ صباحیں''، ''جگو کتھاں ویسی''، ''سوجھلے دا پندھ''، ''سکھ سہاگ''، ''وسلائی'' اور ''تیلی دا تھمبا'' شامل ہیں۔ان کے ڈراموں کا سب سے بڑا موضوع سماج ہے اور سماج میں عورت کے ساتھ ہوتا ہوا استحصال ہے۔ان کا یہ مجموعہ سرائیکی ادبی مجلس بہاول پور نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا اور ان کے یہ ڈرامے پاکستان ٹیلی ویژن سے بھی نشر ہو چکے ہیں۔

اور اگلا ڈرامہ ماما جمال خاں کے نام کے ساتھ سامنے آتا ہے جسے حفیظ خان نے تخلیق کیا۔ اس مجموعے کے سارے کے سارے ڈرامے بچوں کے لئے لکھے گئے ہیں اور ان ڈراموں کا بنیادی مقصد بچوں کیلئے تفریح فراہم کرنا تھا اور ان کی ذہنی پرورش کرنا تھا جیسے کہ حفیظ خان خود کہتے ہیں:

''۱۹۷۹ء وِچ احمد کبیر شاہ دے آکھن ریڈیو ملتان دے بالاں دے سرائیکی پروگرام پُھلواری واسطے ماما جمال خان دے ناں نال ڈرامیاں دی ایہہ سیریز لکھی گئی۔ بنیادی مقصد بالاں با مقصد تفریح ہا۔''(۱۸)

حفیظ خاں کے اِس مجموعے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور اس کتاب کو ۱۹۹۰ء میں پاکستان سرائیکی رائٹر گلڈ نے شائع کیا۔

چندر تارے مقبول عباس کاشر کے ڈراموں کا مجموعہ ہے انہوں نے یہ ڈرامے بچوں کیلئے لکھے ہیں اور اس میں سات ڈرامے شامل ہیں یہ ڈرامے ریڈیو پاکستان ملتان سے بھی نشر کیے جا چکے ہیں۔سرائیکی ڈراموں کے اِس مجموعے کو ۱۹۹۱ء میں جمال پبلشرز ملتان نے شائع کیا۔

سانول سرائیکی ادبی اکیڈمی بھونگ شریف سے ۱۹۹۲ء میں راہی گبول کا مجموعہ مٹھڑے تیر شائع ہوا جس میں دو افسانے شامل کیے گئے ہیں اور ایک ڈرامہ شامل کیا گیا ہے۔

رُت رنگیلڑی قاسم جلال کے ڈراموں کا مجموعہ ہے اِس میں دو ڈرامے شامل ہیں جن میں ایک ڈرامے کا نام سانگے اور دوسرے ڈرامے کا نام سنجوک ہے۔یہ دونوں ڈرامے پاکستان ٹیلی ویژن سے

نشر ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے یہ ڈرامے پاکستان ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والے پہلے ڈرامے ہیں۔ اِس بات کا اعتراف ڈاکٹر سجاد حیدر پرویز بھی کرتے ہیں جیسے کہ وہ لکھتے ہیں:

''رُت رنگیلڑی کو سرائیکی ٹی وی ڈراموں کے پہلے مجموعے کا اعزاز ملتا ہے۔،، (۱۹)

قاسم جلال کا یہ مجموعہ ۱۵ جون ۱۹۹۲ء کو کتابی شکل میں منظر عام پر آیا اور اسے شائع کرنے کا اہتمام مجلس سرائیکی مصنّفین پاکستان مظفر گڑھ نے کیا۔

اگلا ڈرامہ گل گلانواں ریت دا کے نام سے شائع ہوا جو کہ تین ایکٹ کا ڈرامہ ہے اِس ڈرامے کو حمید الفت ملغانی نے ممتاز مفتی کے اُردو ڈرامے لوک ریت سے سرائیکی میں ترجمہ کیا اور یہ ۱۹۹۲ء میں تھل دمان سرائیکی سنگت لیہ سے شائع ہوا۔

سرائیکی مجموعہ گُجھے دھك کا لکھاری منظور اعوان ہے دراصل یہ ان کا متفرق مجموعہ ہے جس میں خاکے انشائیے افسانے اور ڈرامے شامل ہیں۔ اس مجموعے میں پانچ ڈرامے شامل کیے گئے۔ یہ مجموعہ سنجوک سرائیکی ادبی سنگت رحیم یار خان سے مارچ ۱۹۹۳ء میں شائع ہوا۔

سرائیکی ڈراموں کا اگلا مجموعہ زمین اسمان ہے جو کہ رحیم طلب کے ڈراموں کا مجموعہ ہے جسے سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور نے ۱۹۹۶ء میں چھاپا اِس مجموعے میں ڈرامہ نگار نے کوئی سات ڈرامے شامل کیے جن کی تندیر کچھ اِس طرح سے ہے۔ اوترک، زمین اسمان، کوڑے وٹرج وپار، پاندھی، مقسوم، عیدی اور ڈرامہ ڈاج شامل ہے۔ ان کے بارے میں حفیظ خان اور ممتاز زاہد کہتے ہیں:

''یہ ڈرامے وسیب کے مناظر اور آج کے مسائل پر مبنی ہیں۔،، (۲۰)

مقبول عباس کاشر کا ڈراموں کا مجموعہ گونگیاں کندھاں دا شور ۱۹۹۸ء کو منظر عام پر آیا اِس مجموعے میں موجود ڈراموں میں گھر اپنا گھر، ہک رات دا مہمان، گونگیاں کندھاں دا شور، میڈم اور جھوکاں تھیسن آباد وَل کے نام سے ڈرامے پیش کیے گئے۔

ڈراموں کا ای مجموعہ چاچا الف خالی مقبول عباس کاشر کا بچوں کیلئے لکھا ہوا مجموعہ ہے۔ ان کے اِس مجموعے کو میسون پبلی کیشنز ملتان نے ۱۹۹۸ء میں پبلش کیا اس مجموعے میں دس ڈرامے شامل ہیں۔ بچوں کیلئے لکھے گئے اس ڈرامے میں سادہ زبان اور آسان کردار شامل کیے گئے تا کہ یہ آسانی سے بچوں کی سمجھ آسکیں۔

خواب گلاب بچوں کیلئے لکھے گئے ریڈیائی ڈرامے ہیں۔ جن کو حفیظ خان نے مئی ۲۰۰۳ء میں لکھا اور اس مجموعے کو سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور نے پبلش کیا۔ یہ ڈرامے ریڈیو پاکستان ملتان سے بھی نشر کیے جا چکے ہیں۔ اس مجموعے میں تقریباً سات ڈرامے شامل ہیں جن کی فہرست میں پہلا ڈرامہ پھول شہزادہ ہے اور

پھر بالترتیب آخری غلطی، شرارت، سنگھار، خواب گُلاب، نکا سائنس دان، اور غلطی میڈی کے نام سے ڈرامے شامل ہیں۔

رضا گیلانی کے ڈرامائی مجموعے کنوار کے سارے ڈرامے پاکستان ٹیلی ویژن سے نشر ہونے والے ڈرامے ہیں۔ان کے اِس مجموعے میں کوئی چھ ڈرامے شامل ہیں جن میں کنوار، کوڑے سچ، گل داہار، نصیب، ہک منٹریں اور ڈرامہ سچ شامل ہیں۔ان ڈراموں کے بارے میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کہتے ہیں:

''رضا گیلانی دے انہیں چھ ڈرامیاں وِچ سرائیکی وسیب دی پوری تہذیب وتمدن تے کلچر واضح طور تے نظراندے تے اُوں ہر طبقے دے نکے نکے مسئلیں کوں وڈی کامیابی نال پیش کرتے حق ادا کرڈتے۔،، (۲۱)

رضا گیلانی کے اِس مجموعے کو سرائیکی ادب ملتان نے ۲۰۰۴ء میں شائع کیا۔

سرائیکی ڈراموں کا مجموعہ رُٹھڑے پندھ حفیظ خان کا مجموعہ ہے۔ اِس مجموعے میں حفیظ خان نے سات ڈرامے شامل کیے ہیں جن میں پہلا ڈرامہ کون دلاں دیاں جانے اور پھر بالترتیب ٹنگل پیسہ، ایویں وی تھیندا ہوندے، ماسی سیانی، رُٹھڑے پندھ، اپا پیپ اور چھیکڑی جھمر شامل ہیں۔ اِس مجموعے کو ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ ملتان نے دسمبر ۲۰۰۵ء میں چھاپ کر قارئین تک پہنچایا۔

کوئی شہر یں جنگل کوکدا حفیظ خان کا ٹیلی ڈرامہ سیریل ہے جس میں روہی اور شہر کے مناظر پیش کیے گئے ہیں اور یہ دکھایا گیا ہے کہ روہی کی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے اور ان کا ذریعہ معاش نا ہونے کی وجہ سے یہ شہروں میں مزدوری کرتے ہیں۔حفیظ خان کے اِس ڈرامے کو ۲۰۰۸ء میں کتابی شکل ملی اور اسے ملتان انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اینڈ ریسرچ ملتان نے شائع کیا۔

سرائیکی ڈراموں کا مجموعہ نکڑ ناٹک کے عنوان سے کتاب دوست ملتان سے ۲۰۱۲ء میں چھپ کر سامنے آیا اس مجموعے کے لکھاری خالد اقبال ہیں۔ اِس مجموعے میں کوئی سات ڈرامے شامل ہیں۔جن میں ماس اتے مٹی، کراہ، چانن، لاٹری، گڈی آن لائن، نکڑ ناٹک اور کملا ندے پُھل شامل ہیں۔ان تمام ڈراموں کے کردار اور موضوع سماجی ہیں۔

مندرجہ بالا وہ تمام منثور ڈرامائی مجموعے ہیں جو کہ سرائیکی ادب میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں اور سرائیکی میں اس صنف کو بڑھاوا دیتے ہیں۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

١۔ اردو انسائکلوپیڈیا فیروز سنز لاہور، ص٤٩٢

٢۔ خان، حفیظ، کیچ دیاں ماڑیاں، سرائیکی اکیڈمی، ملتان، ٢٠٠٧، ص١

٣۔ خالد اقبال، ڈاکٹر، سرائیکی ریڈیائی ڈرامے، جھوک پبلشرز، ملتان، ١٩٨٩، ص١٢

٤۔ رسولپوری، اسلم، سرائیکی ادب وِچ معنی دا پندھ، سرائیکی پبلیکیشنز رسولپور، ٢٠١٤، ص ٤٣٧

٥۔ رسولپوری، اسلم، سرائیکی ادب وِچ معنی دا پندھ، سرائیکی پبلیکیشنز رسولپور، ٢٠١٤، ص ٦٤٣٨

٦۔ انعام الحق جاوید، ڈاکٹر، پنجابی ادب دا ارتقاء، اکادمی ادبیات اسلام آباد، ١٩٩٠ء، ص ١٨١

٧۔ خالد اقبال، ڈاکٹر، سرائیکی ریڈیائی ڈرامے، جھوک پبلشرز، ملتان، ٢٠٠٧، ص١٢

٨۔ کلانچوی، دلشاد، انارکلی تے اقتدار دی حوس، سرائیکی لائبریری، بہاولپور، ١٩٧٨ء، ص٣٠

٩۔ خالد اقبال، ڈاکٹر، سرائیکی ریڈیائی ڈرامے، جھوک پبلشرز، ملتان، ٢٠٠٧ ، ص١٣

١٠۔ پرویز، سجاد حیدر، سرائیکی ادب دی مختصر تاریخ، س۔ سرائیکی پبلیکیشنز، مظفر گڑھ، ١٩٨٦ء، ص ١٧١

١١۔ جلال، قاسم، الٹا، ادارہ تعمیر فکر، بہاولپور، ١٩٩٢ء ، ص٥٧

۱۲۔ پرویز،سجاد حیدر، سرائیکی زبان و ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ، ص۵۷

۱۳۔ کاوش،نواز، تر کہ،سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور،۱۹۹۲ء، ص ۴۷۔۴۸

۱۴۔ کلانچوی،دلشاد ، سرائیکی زبان تے ادب،سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور،۱۹۸۷ء ، ص ۲۲۴

۱۵۔ کاوش،نواز، تر کہ،سرائیکی ادبی مجلس، بہاولپور،۱۹۹۲ء ، ص ۵۲

۱۶۔ طاہرتونسوی، ڈاکٹر، سرائیکی ادب ریت تے روایت،سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان،۲۰۱۰ء ،ص۱۵۳

۱۷۔ خان،حفیظ،کچ دیاں ماڑیاں،سرائیکی اکیڈمی،ملتان،۱۹۸۹ء ،ص۸

۱۸۔ خان،حفیظ، ماما جمال خان، پاکستان سرائیکی رائٹر گلڈ،ملتان،۱۹۹۰ء ، ص۸

۱۹۔ پرویز،سجاد حیدر، سرائیکی زبان و ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، ۲۰۰۹ء ، ص۱۶۰

۲۰۔ پرویز،سجاد حیدر، سرائیکی زبان و ادب کی مختصر تاریخ، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، ۲۰۰۹، ص۱۶۱

۲۱۔ گیلانی،رضا،کنوار،سرائیکی ادبی بورڈ،ملتان،۲۰۰۴ء ، ص۷